تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ۱/

پیشگی قیمت سالانہ

بیرون ہند

اخبار

ہفتہ میں دو بار

الفضل

قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی ❖ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۱۲	مورخہ ۱۴ر اگست ۱۹۲۳ء	مطابق یکم محرم ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں خطبہ جمعہ (۱۰ر اگست) حضور نے اہدنا الصراط المستقیم کی دُعا کے قبول ہونے کے متعلق فرمایا۔

۹-۱۰- اگست کو پھر زبردست بارش ہوئی قصبہ کے اردگرد پانی پہلے سے بھی زیادہ چڑھ گیا متعدد مکانات کو نقصان پہنچا۔ ۱۰ر تاریخ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کشتی میں بیٹھ کر پانی کا معائنہ فرمایا ❖

اہلیہ صاحبہ سید محمود اللہ شاہ صاحب بنت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دُعا کریں ❖

ریاست بھرتپور میں احمدی مجاہدین پر انتہائی تشدد

علاقہ ریاست سے مبلغین کا زبردستی اخراج

جس بات کا خطرہ ایک عرصہ سے لگا ہوا تھا آخر وہ ظہور پذیر ہو گئی یعنی ریاست بھرتپور نے اس سختی کو ناکافی سمجھ کر جو احمدی مجاہدین پر اسوقت تک کی جارہی تھی اب انتہائی اختیارات سے کام لیتے ہوئے اپنے علاقہ سے ان کو خارج کر دینے کا حکم جاری کر دیا ہے۔ ایک ایسی ہندو ریاست سے جس میں بسنے والے مسلمانوں کو لالچ اور طمع زور اور قوت۔ سرکاری اثر اور رسوخ سے مرتد بنالیا گیا ہو۔ اسکے سوا اور توقع بھی کیا ہو سکتی تھی ریاست کے گاؤں گاؤں مرتد بنالینے کے بعد مسلمان مبلغین کو باوجود ہر قسم کی بے سروسامانی اور انتہار درجہ کی امن پسندی کے ساتھ رہنے کے وہاں سے زبردستی خارج کر دینے کا صاف مطلب یہ ہے کہ مرتدین کو سمجھانے بجھانے کا آخری موقع بھی مسلمانوں کو نہ دیا جائے۔ اس زمانہ میں یہ اس قسم کی سختی ہے۔ جس کی مثال ریاست بھرتپور نے ہی پیش کی ہے۔ اسکے خلاف ہم نہایت زور کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے ذمہ وار عمال ریاست کو کہہ دینا چاہتے ہیں کہ بے جا تشدد اور ظلم کا نتیجہ نہ کبھی پہلے اچھا نکلا ہے۔ اور نہ اب نکلیگا۔

ذیل میں اس برقی پیغام کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے

جو ریاست بھرتپور کی کارروائی کے متعلق نائب امیر الوفد احمدی مجاہدین جناب چودہری عبد اللہ خان صاحب بی اے - بی - ٹی نے آگرہ سے ۸ تاریخ روانہ کیا ہے اور چار علیحدہ علیحدہ حصوں میں تقسیم ہو کر ۱۰ اگست کو یہاں پہنچا ہے۔

ریاست بھرتپور کی کونسل نے اکرن میں کام کرنیوالے احمدی مجاہدین کے متعلق حسب ذیل فیصلہ کیا ہے جس کے نتیجہ میں مذکورہ بالا مبلغین کو ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر اکرن خالی کر دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ "آج اکرن کے احمدی مجاہدین کا مقدمہ اور ایڈیشنل سکرٹری جماعت احمدیہ قادیان کا شدھی کے متعلق معاملہ کونسل کے سامنے پیش ہوا۔ پنڈت کشن سروپ ناظم بھرتپور اور منشی عبد المجید (؟) انسپکٹر پولیس کی پیش کردہ رپورٹ ۱۰ اگست پر غور ہوا مذکورہ بالا دونوں حکام نے بیان کیا کہ جماعت احمدیہ قادیان کے افراد نے اکرن میں رہایش رکھی ہے (یہاں تک ایک حصہ تار موصول ہوا۔ آگے دوسرا حصہ ہے) یہاں آزادی سے آتے ہیں۔ اور وہ کوئی تسلی بخش وجہ اپنی رہایش اور آزادی کے ساتھ آمد و رفت رکھنے کی انہیں پیش کر سکے۔ جب ان حکام نے ان سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا۔ کہ وہ مسماۃ جمعیا کی حفاظت اور اس کے فوت ہو جانے کی صورت میں تجہیز تکفین کے لئے رہتے ہیں۔

مذکورہ بالا افسر یہ بھی رپورٹ کرتے ہیں کہ احمدی مبلغ پہلے ایک خیمہ میں رہتے تھے۔ جو گاؤں کے باہر نصب تھا۔ لیکن چار یا پانچ دن سے انہوں نے ایک نئے تعمیر شدہ مکان میں رہنا شروع کر دیا ہے جو کہ جمعیا کا ہے۔ یہ مکان گاؤں میں ہے۔ اور بہت نزدیک اور چوپال کے بالمقابل ہے۔ باشندگان دہ (دوسرا حصہ ختم تیسرا شروع) پہلے ہی شکایات کرتے رہے ہیں۔ کہ ان لوگوں کے یہاں رہنے سے بدامنی کا خطرہ ہے۔ کیونکہ دوسروں کے معاملات میں یہ ہمیشہ دخل اندازی کرتے رہتے ہیں چونکہ ان کے وہاں رہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امن میں خلل واقع ہوگا۔ اور وہ کوئی قابل اطمینان وجہ بھی اپنی رہایش کی نہیں ظاہر کر سکتے۔ اور جو وجہ بیان کرتے ہیں وہ بالکل بیہودہ ہے۔ اس لئے کونسل یہ ضروری اور مناسب سمجھتی ہے کہ مذکورہ بالا جماعت کے افراد اور ہر ایک وہ آدمی خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان جو ایسے کام کے لئے یہاں آئے۔ جس سے امن عامہ خطرہ میں پڑتا ہو۔ اسکو اکرن میں رہنے کی اجازت نہ دی جائے (تیسرا حصہ تار ختم۔ چوتھا شروع) پس تمام ایسے آدمی جو کہ اسوقت اکرن میں موجود ہیں۔ ان کو ۲۴ گھنٹے کے اندر اکرن سے چلے جانے کی باضابطہ اطلاع کر دی جائے۔ کیونکہ ان کی گاؤں میں موجودگی امن عامہ کے لئے خطرہ کا باعث ہے۔ اگر وہ اس حکم کی تعمیل نہ کریں۔ تو امن عامہ کو قائم رکھنے کی غرض سے ان سے اسی طرح کا سلوک کیا جائیگا۔ جس کے وہ مستحق ہوں گے۔ اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

روشن لال کے دستخط سے یہ ریزولیوشن ناظم بھرتپور کو ضروری تعمیل کے لئے بھیجا گیا۔

ریاستی کونسل کے اس ریزولیوشن کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے کہ احمدی مبلغین کے خلاف بلاوجہ اور بلا سبب کس قدر سختی سے کام لیا گیا ہے اس کے متعلق مفصل انشاء اللہ آئندہ لکھا جائیگا۔

مسجد برلن کی تقریب میں جلسے

ہمیں یقین ہے۔ کہ ۵ ماہ حال کو بیرونی احمدی جماعتوں نے مسجد برلن کی بنیاد رکھنے کی تقریب پر دعا کی ہوگی۔ لیکن افسوس کہ سوائے دو مقامات کے اور کسی جگہ سے ہمارے پاس اطلاع نہیں پہنچی۔ ہر جگہ کے احباب کو چاہیئے کہ ایسے مقامی واقعات جو جماعت اور سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان کی ضروری اور مختصر اطلاع اخبار کو بھی دیا کریں۔ امید ہے۔ آئندہ اس کے متعلق احمدی جماعتوں کے امیر اور سکرٹری صاحبان ضرور انتظام کرینگے۔

(ایڈیٹر)

بموجب فرمان عزت نشان محرریہ بذریعہ اخبار الفضل مورخہ ۳۱ر اگست انجمن احمدیہ پشاور نے ۵ر اگست ۱۹۲۳ء کو عشاء کے وقت برلن میں سب سے پہلی اسلامی عبادت گاہ کا بنیادی پتھر رکھو جانے کی تقریب پر جلسہ منعقد کیا۔ جسمیں بہت سے احمدی احباب اور خواتین نے شمولیت فرمائی۔

سب سے اول محترم مرزا احمد بیگ صاحب احمدی انکم ٹیکس انسپکٹر نے خطبہ پڑھا۔ اور جماعت احمدیہ کی اس کامیابی پر تقریر فرمائی۔ مرزا صاحب موصوف نے بالخصوص اپنی بہنوں کو کہا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اقصائے مغرب میں توحید کی اشاعت کے لئے جماعت احمدیہ کو چن لیا۔ جو دنیا میں نہایت قلیل التعداد تھی اور دنیا میں حقارت سے دیکھی جاتی تھی اسی طرح جماعت احمدیہ میں یہ فخر صرف تمہارے لئے ودیعت تھا کہ تمہارے چندے سے اس ملک میں جہاں تین خداؤں کی پرستش ہوتی ہے۔ خدائے واحد کی عبادت کے لئے ایک معبد بنایا جائے۔

مرزا صاحب کی تقریر کے بعد مکرمی منشی مسیح الدین صاحب نے اسی مضمون پر تقریر کی۔ اور پھر دعا مانگی گئی۔

بعد ازاں خاکسار نے اخبار الفضل کا وہ حصہ پڑھ کر سنایا جسمیں لکھا تھا کہ آریہ لوگ کس طرح ہمارے مبلغین کو تنگ کر رہے ہیں۔ اور انہیں کن کن تکالیف کا سامنا ہے۔ لہذا حسب تجویز اخویم منشی عبد المجید صاحب احمدی مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا +

یہ انجمن اپنے احمدی مبلغین کی تکالیف پر اظہار ہمدردی کرتی ہے اور ان کے حقیقی اخلاص ایثار اور استقامت پر خلوص دل سے مبارکباد دیتی ہے نیز دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں فتنہ ارتداد کے میدان میں کفار کی شرانگیزیوں اور خباثتوں سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اسکے بعد نماز عشاء پڑھی گئی۔ اور جلسہ کامیابی سے ختم ہوا۔ فقط

محمد نذیر فاروقی تبلیغی سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

(۲)

حسب الحکم جناب سیدنا و مولانا خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ ۵ر اگست ۲۳ء کی شام کو مسجد احمدیہ میرٹھ میں انجمن احمدیہ میرٹھ کے تمام ممبران جمع ہوئے۔ اور مسجد برلن کے سنگ بنیاد رکھے جانے کی تقریب پر ۸ اور ۹ بجے کے درمیان سب نے ملکر دعا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ نماز عشاء کا وقت آ گیا۔ پھر سب نے باجماعت نماز عشاء ادا کی۔ خاکسار حامد سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
یوم سہ شنبہ - قادیان دار الامن والامان - مورخہ ۱۴ر اگست ۱۹۲۳ء

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

بولشویک علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست * آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

۱۹۱۹ء کا واقعہ ہے۔ جیسے میں پہلے بھی بعض مجالس میں بیان کر چکا ہوں۔ کہ ایک احمدی دوست اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے جو انگریزی فوج میں ملازم تھے۔ اپنی فوج کے ساتھ ایران میں گئے۔ وہاں سے بولشویکی فتنہ کی روک تھام کے لئے حکام بالا کے حکم سے ان کی فوج روس کے علاقہ میں گھس گئی۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں رہی۔ یہ واقعات عام طور پر لوگوں کو معلوم نہیں ہیں۔ کیونکہ اسوقت کے مصالح یہی چاہتے تھے۔ کہ روسی علاقہ میں انگریزی فوجوں کی پیش دستی کو مخفی رکھا جائے۔ ان دوست کا نام فتح محمد تھا۔ اور یہ فوج میں نائک تھے۔ ان کی تبلیغ سے ایک اور شخص فوج میں احمدی ہو گیا۔ اور اس کو ایک موقع پر روسی فوجوں کی نقل و حرکت کے معلوم کرنے کے لئے چند سپاہیوں سمیت ایک ایسی جگہ کی طرف بھیجا گیا۔ جو کیمپ سے کچھ دور آگے کی طرف تھی۔ وہاں سے اس شخص نے فتح محمد صاحب کے پاس آکر بیان کیا۔ کہ ہم لوگ پھرتے پھراتے ایک جگہ پہنچ گئے۔ جہاں کچھ لوگ شہر سے باہر ایک گنبد کی شکل کی عمارت میں رہتے تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے۔ تو دیکھا کہ اس عمارت کے اندر ایسے آثار ہیں۔ جیسے مساجد میں ہوتے ہیں۔ لیکن کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ جو لوگ وہاں رہتے تھے۔ اُن سے میں نے پوچھا۔ کہ یہ جگہ تو مسجد معلوم ہوتی ہے۔ پھر اسمیں کرسیاں کیوں بچھی ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ مبلغ ہیں۔ اور چونکہ روسی اور یہودی لوگ ہمارے پاس زیادہ آتے ہیں وہ زمین پر بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ اسلئے کرسیاں بچھائی ہوئی ہیں۔ نماز

کے وقت اُٹھا دیتے ہیں۔ ان سے پوچھا۔ کہ آپ لوگ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اسپر اس دوست کا بیان ہے کہ مجھے خیال ہوا۔ کہ چونکہ یہ مذہبی آدمی ہیں۔ میں ان کو تبلیغ کروں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو کہا کہ آپ لوگوں کا کیا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح اور انبیاء فوت ہو گئے ہیں۔ اسی طرح وہ فوت ہو گئے ہیں۔ اسپر میں نے پوچھا کہ انکی نسبت تو خبر ہے کہ وہ دوبارہ دُنیا میں تشریف لائینگے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اسی اُمت میں سے ایک شخص آجائیگا۔ اسپر میں نے کہا کہ یہ عقیدہ تو ہندوستان میں ایک جماعت جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مانتی ہے اُن کا ہے۔ اسپر ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ بھی انہی کے ماننے والے ہیں۔ فتح محمد صاحب نے جب یہ باتیں اس احمدی سے سُنیں تو دل میں شوق ہوا۔ کہ وہ اس امر کی تحقیق کریں۔ اتفاقاً کچھ دنوں بعد ان کو بھی آگے جانے کا حکم ہوا۔ اور وہ رُوسی عشق آباد میں گئے۔ وہاں انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا یہاں کوئی احمدی لوگ ہیں۔ لوگوں نے صاف انکار کیا کہ یہاں اس مذہب کے آدمی نہیں ہیں۔ جب انہوں نے یہ پُوچھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ ماننے والے لوگ ہیں تو انہوں نے کہا۔ کہ اچھا تم صابیوں کو پُوچھتے ہو۔ وہ تو یہاں ہیں چنانچہ انہوں نے ایک شخص کا پتہ بتایا کہ وہ درزی کا کام کرتا ہے۔ اور پاس ہی اس کی دوکان ہے۔ یہ اسکے پاس گئے۔ اور اس سے حالات دریافت کئے۔ اس نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔ یہ لوگ تعصب سے ہمیں صابی کہتے ہیں جسطرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ان کے ماننے والوں کو صابی کہتے تھے۔ انہوں نے وجہ مخالفت پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اس امر پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اور ان کی مماثلت پر ایک شخص اسی اُمت کا مسیح موعود قرار دیا گیا ہے۔ اور وہ ہندوستان میں پیدا ہو گیا ہے۔ اسلئے یہ لوگ ہمیں اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ شروع میں ہمیں سخت تکلیف دی گئیں۔ رُوسی حکومت کو ہمارے خلاف رپورٹیں دی گئیں کہ یہ باغی ہیں۔ اور ہمارے بہت سے آدمی قید کئے گئے۔ لیکن تحقیق پر رُوسی گورنمنٹ کو معلوم ہوا کہ ہم باغی نہیں ہیں۔ بلکہ حکومت کے وفادار ہیں۔ تو ہمیں چھوڑ دیا گیا۔ اب ہم تبلیغ کرتے ہیں۔ اور کثرت سے مسیحیوں اور یہودیوں میں سے ہمارے ذریعہ سے اسلام لائے ہیں لیکن مسلمانوں میں سے کم نے مانا ہے۔ زیادہ مخالفت کرتے ہیں۔ جب اس شخص کو معلوم ہوا۔ کہ فتح محمد صاحب بھی اسی جماعت میں سے ہیں۔ تو بہت خوش ہوا۔ سلسلہ کی ابتداء کا ذکر اس نے اس طرح سنایا کہ کوئی ایرانی ہندوستان گیا تھا۔ وہاں اسے حضرت مسیح موعود کی کتب ملیں۔ وہ ان کو پڑھکر ایمان لے آیا۔ اور واپس آکر یزد کے علاقہ میں جو اس کا وطن تھا اس نے تبلیغ کی۔ کئی لوگ جو تاجروں میں سے تھے ایمان لائے وہ تجارت کیلئے اس علاقہ میں آگئے۔ اور ان کے ذریعہ سے ہم لوگوں کو حال معلوم ہوا اور ہم ایمان لائے۔ اور اسطرح جماعت بڑھنے لگی ؎

یہ حالات فتح محمد صاحب مرحوم نے لکھ کر مجھے بھیجے۔ چونکہ عرصہ زیادہ ہو گیا ہے۔ اب اچھی طرح یاد نہیں رہا کہ واقعات اسی ترتیب سے ہیں یا نہیں۔ لیکن خلاصہ ان واقعات کا یہی ہے۔ گو ممکن ہو کہ بوجہ مدت گذر جانے کے واقعات آگے پیچھے بیان ہو گئے ہوں۔ جس وقت یہ خط مجھے ملا۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اور میں نے سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کہ بخارا کے امیر کی کمان آپ کے ہاتھ میں آگئی ہے۔ اسی رنگ میں پوری ہو رہی ہے۔ اور میں نے چاہا کہ اس جماعت کی مزید تحقیق کے لئے فتح محمد صاحب کو لکھا جائے کہ اتنے میں ان کے رشتہ داروں کی طرف سے مجھے اطلاع ملی کہ سرکاری تار کے ذریعہ ان کو اطلاع ملی ہے کہ فتح محمد صاحب میدان جنگ میں گولی لگنے سے فوت ہو گئے ہیں۔ اس خبر نے تمام اُمید پر پانی پھیر دیا۔ اور سردست اس ارادہ کو ملتوی کر دینا پڑا۔

مگر یہ خواہش میرے دل میں بڑے زور سے پیدا ہوتی رہی۔ اور آخر ۱۹۲۱ء میں میں نے ارادہ کر لیا۔ کہ جسطرح بھی ہو اس علاقہ کی خبر لینی چاہیئے

چونکہ انگریزی اور روسی حکومتوں میں اس وقت صلح نہیں تھی۔ اور ایک دوسرے پر سخت بدگمانی تھی۔ اور پاسپورٹ کا طریق ایشیائی علاقہ کے لئے تو غالباً بند ہی تھا۔ یہ دقت درمیان میں سخت تھی۔ اور اس کا کوئی علاج نظر نہ آتا تھا۔ مگر میں نے فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ہو اس کام کو کرنا چاہیئے۔ اور ان احباب میں سے جو زندگی وقف کر چکے ہیں۔ ایک دوست میاں محمد امین صاحب افغان کو میں نے اس کام کے لئے چنا اور ان کو بلا کر سب مشکلات بتا دیں۔ اور کہدیا کہ آپ نے زندگی وقف کی ہے۔ اگر آپ اس عہد پر قائم ہیں۔ تو اس کام کے لئے تیار ہو جائیں۔ جان اور آرام ہر وقت خطرہ میں ہونگے۔ اور ہم کسی قسم کا کوئی خرچ آپکو نہیں دینگے آپ کو اپنا قوت خود کمانا ہوگا۔ اس دوست نے بڑی خوشی سے ان باتوں کو قبول کیا۔ اور اس ملک کے حالات دریافت کرنے کے لئے اور سلسلہ کی تبلیغ کے لئے بلا زاد راہ فوراً نکل کھڑے ہوئے۔ کوئٹہ تک تو ریل میں سفر کیا۔ سردی کے دن تھے۔ اور برفانی علاقوں میں سے گذرنا پڑتا تھا۔ مگر سب تکالیف برداشت کرکے بلا کافی سامان کے دو ماہ میں ایران پہونچے۔ اور وہاں سے روس میں داخل ہونے کے لئے چل پڑے۔ آخری خط ان کا مارچ ۱۹۲۲ء کا لکھا ہوا پہنچا تھا۔ اس کے بعد نہ وہ خط لکھ سکتے تھے۔ نہ پہنچ سکتا تھا۔ مگر الحمد للہ کہ آج ۹؍اگست کو ان کا اٹھارہ جولائی کا لکھا ہوا خط ملا ہے جس سے یہ خوشخبری معلوم ہوئی ہے۔ کہ آخر اس ملک میں بھی احمدی جماعت تیار ہو گئی ہے۔ اور باقاعدہ انجمن بن گئی ہے *

اس دوست کو روسی علاقہ میں داخل ہو کر جو سنسنی خیز حالات پیش آئے۔ وہ نہایت اختصار سے انہوں نے لکھے ہیں۔ لیکن اس اختصار میں بھی ایک صاحب بصیرت کے لئے کافی تفصیل موجود ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کے تجربات سے دوسرے بھائی فائدہ اٹھا کر اپنے اخلاص میں ترقی کرینگے۔ اور اسلام کے لئے ہر ایک قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائینگے۔ کہ حقیقی کامیابی خدا کی راہ میں فنا ہونے میں ہی ہے۔

چونکہ برادرم محمد امین خانصاحب کے پاس پاسپورٹ نہ تھا اس لئے وہ روسی علاقہ میں داخل ہوتے ہی۔ روس کے پہلے ریلوے سٹیشن قہقہہ پر انگریزی جاسوس قرار دیئے جا کر گرفتار کئے گئے۔ کپڑے اور کتابیں اور جو کچھ پاس تھا۔ وہ ضبط کر لیا گیا۔ اور ایک مہینہ تک آپکو وہاں قید رکھا گیا۔ اس کے بعد آپ کو عشق آباد کے قیدخانہ میں تبدیل کیا گیا۔ وہاں سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں آپ کو براستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا۔ اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا۔ اور بار بار آپ سے بیانات لئے گئے تا یہ ثابت ہو جائے کہ آپ انگریزی حکومت کے جاسوس ہیں۔ اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کی لالچوں اور دھمکیوں سے کام لیا گیا۔ اور فوٹو لئے گئے۔ تا عکس محفوظ رہے۔ اور آئندہ گرفتاری میں آسانی ہو۔ اور اس کے بعد گوشکی سرحد افغانستان پر لیجایا گیا۔ اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دیا گیا۔ مگر چونکہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا عزم کرکے نکلا تھا۔ کہ میں نے اس علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے۔ اُسنے واپس آنے کو اپنے لئے موت سمجھا اور روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا۔ اور بھاگ کر بخارا جا پہونچا *

دو ماہ تک آپ وہاں آزاد رہے۔ لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی جاسوس کے شبہ میں گرفتار کئے گئے۔ اور تین ماہ تک نہایت سخت اور دل کو دہلا دینے والے مظالم آپ پر کئے گئے۔ اور قید میں رکھا گیا۔ اور اس کے بعد پھر روس سے نکلنے کا حکم دیا گیا۔ اور بخارا سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں سرحد ایران کی طرف واپس بھیجا گیا۔

اللہ تعالٰے اس مجاہد کی ہمت میں اور اخلاص اور تقوے میں برکت دے چونکہ ابھی اس کی پیاس نہ بجھی تھی اس لئے پھر کاکان کے ریلوے سٹیشن سے روسی مسلم پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا۔ اور پاپیادہ بخارا پہنچا۔ بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد پھر ان کو گرفتار کیا گیا۔ اور بدستور سابق پھر کاکان کی طرف لایا گیا۔ اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا۔ وہاں سے آپ پھر چھوٹ کر بھاگے۔ اور بخارا پہنچے۔ اور ۱۴ مارچ ۱۹۲۳ء کو پہلی دفعہ بخارا میں اس جماعت کے مخلصین کو جو پہلے الگ الگ تھے۔ اور حسب میری ہدایات کے ان کو پہلے آپس میں نہیں ملایا گیا تھا۔ ایک جگہ اکٹھا کر کے آپس میں ملایا گیا اور ایک احمدیہ انجمن بنائی گئی۔ اور باجماعت نماز ادا کی گئی۔ اور چندوں کا افتتاح کیا گیا۔

وہاں کی جماعت کے دو مخلص بھائی ہمارے عزیز بھائی کے ساتھ آنے کے لئے تیار تھے۔ لیکن پاسپورٹ نہ مل سکنے کے سبب سے سر دست رہ گئے۔

اسوقت محمد امین خاں صاحب واپس ہندوستان کو آرہے ہیں۔ اور ایران سے ان کا خط پہنچا ہے۔ اللہ تعالٰے آپ کو خیریت سے واپس لائے۔ اور آیندہ سلسلہ کی بیش از پیش خدمات کرنیکا موقع دے۔ میں ان واقعات کو پیش کر کے اپنی جماعت کے مخلصوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ تکالیف جن کو ہمارے اس بھائی نے برداشت کیا ہے۔ ان کے مقابلہ میں وہ تکالیف کیا ہیں۔ جو ملکانہ میں پیش آرہی ہیں۔ پھر کتنے ہیں۔ جنہوں نے ان ادنےٰ تکالیف کے برداشت کرنے کی جرأت کی ہے۔

اے بھائیو! یہ وقت قربانی کا ہے۔ کوئی قوم بغیر قربانی کے ترقی نہیں کر سکتی۔ آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم اپنی نئی برادری کو جو بخارا میں قائم ہوئی ہے۔ یونہی نہیں چھوڑ سکتے۔ پس آپ میں سے کوئی رشید روح ہے جوان ریوڑ سے دور بھیڑوں کی حفاظت کیلئے اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار رہو۔ اور اسوقت تک ان کی چوپانی کرے۔ کہ اس ملک میں ان کے لئے آزادی کا راستہ اللہ تعالٰے کھولدے ؏

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

خاکسار

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی)

(۹ راگست ۱۹۲۳ء)

ستیارتھ پرکاش میں کاٹ چھانٹ

ستیارتھ پرکاش مصنفہ پنڈت دیانند صاحب کو آریہ سماجی ایک مقدس اور متبرک کتاب قرار دیتے ہیں۔ اور اسکی تقدیس کے متعلق یہاں تک دعوے کرتے ہیں۔ کہ جو رتبہ مسلمان قرآن کریم کو دیتے ہیں۔ وہی مرتبہ آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کو دیتی ہے۔ مگر آریوں کی اس مقدس کتاب پر چند سالوں کے اندر اندر خود آریوں کے ہاتھوں جو کچھ گذری ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ پنڈت صاحب موصوف نے اپنی زندگی میں ۱۸۷۵ء میں سب سے پہلی بار جو کتاب بنارس میں چھپوا کر شائع کی۔ اس میں اور موجودہ ستیارتھ پرکاش میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ چنانچہ پہلے ایڈیشن میں پنڈت دیانند صاحب نے گائے کی قربانی کی تعلیم دی ہے۔ مگر ان کے مرنے کے بعد جو ایڈیشن نکلا ہے اس میں وہ گائے کے گوبر اور پیشاب تک کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ پہلے ایڈیشن میں وہ گائے اور گدھی کو برابر سمجھتے ہیں۔ مگر دوسرے ایڈیشن میں اس کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ پہلے ایڈیشن میں یدھشٹر کے دربار میں عربی زبان بولے جانے کا حوالہ ہے۔ مگر بعد کے ایڈیشن میں مسلمان کی تعریف کی گئی ہے۔ مگر دوسرے ایڈیشن میں ان کو گالیاں دی گئی ہیں۔ پہلے ایڈیشن میں گوشت خوری کے فوائد دلائل اور براہین سے ثابت کئے گئے ہیں۔ مگر دوسرے ایڈیشن میں گوشت خوروں کو مردار خور وغیرہ کہا گیا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں سکھوں کے گوروؤں کو برا بھلا نہیں کہا گیا۔ مگر دوسرے ایڈیشن میں ان پر مکار ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے متعلق کوئی باب نہیں۔ مگر دوسرے ایڈیشن میں مسلمانوں اور عیسائیوں کو بے نقط سنائی گئی ہیں۔ غرض کہ کتاب کی کتاب ہی الٹ پلٹ کر دی گئی ہے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں۔ ہر ایڈیشن میں کچھ نہ کچھ لفظی ہیر پھیر کر دیا جاتا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے۔ کہ اس طرح ان اعتراضات سے اس کو محفوظ کر لیا جائے۔ جو اس پر وارد ہوتے ہیں۔ چنانچہ حال میں اخبار پرکاش (۵ر اگست) میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ

”اردو ستیارتھ پرکاش کی پرانی ایڈیشن جو مہاشہ راجپال مالک آریہ پستکالیہ لاہور نے شائع کی ہے۔ قریب الاختتام ہے۔ اس لئے اب نئی ایڈیشن کی تیاری ہے۔ اس ایڈیشن کے شائع کرنے سے پہلے یہ مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ اردو ستیارتھ پرکاش کا آریہ بھاشا کے ستیارتھ پرکاش سے مقابلہ کر لیا جائے۔ یہ کام کئی سجن پرشوں کو بانٹ دیا گیا ہے۔ امید ہے۔ کہ نیا ایڈیشن بہتر صورت میں پبلک کے سامنے آئیگا“

اس اعلان کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ آریہ بھاشا کے ساتھ مقابلہ کرنے کے پردہ میں ان مقامات میں تغیر و تبدل کر دیا جائے۔ جن پر عام طور پر اعتراض پڑتے ہیں۔ اور جن کے جواب دینے سے آریہ بالکل ساکت اور دم بخود ہوتے ہیں۔ ورنہ آریہ بھاشا سے مقابلہ کر نہیں پہلے کونسی کمی رکھی گئی ہوگی جسے اب دور کیا جائیگا۔ جب نیا ایڈیشن سامنے آئیگا۔ اسوقت معلوم ہوگا کہ اس میں اور کیا کیا تغیرات کئے گئے ہیں۔ لیکن اتنا تو ظاہر ہے۔ کہ نصف صدی کے اندر اندر ستیارتھ پرکاش میں اس قدر کتر بیونت کا ہونا اس کی حقیقت کو کافی سے زیادہ نمایاں کر رہا ہے اور بتا رہا ہے۔ کہ آریوں کے نزدیک اس کی وقعت ایک ایسی کتاب سے زیادہ نہیں جو ہر وقت دوسروں کی اصلاح اور درستی کی محتاج ہے۔ پھر جو لوگ چند سال تک اپنی نہایت متبرک کتاب کو ردوبدل سے محفوظ نہ رکھ سکے ہوں۔ اور بار بار اس میں الٹ پھیر کرتے رہتے ہوں۔ ان کی نسبت یہ کس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ کسی نامعلوم زمانہ سے لیکر اس وقت تک ویدوں کو جوں کا توں رکھے ہوئے ہیں۔ اور ان میں انہوں نے کوئی کمی بیشی نہیں ہونے دی۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ پنڈت دیانند صاحب خود تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ ویدوں پر ایسا بھی زمانہ آیا۔ جبکہ وام مارگیوں نے ان میں کچھ کا کچھ ملا دیا۔

دراصل یہ شرف صرف قرآن کریم کو ہی حاصل ہے اور تا قیامت حاصل رہیگا۔ کہ اس میں ایک نقطہ چھوڑ ایک نقطہ کی کمی بیشی بھی نہ کسی نے کی ہے۔ اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہم نے ہی اس کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرینگے۔

دیوبندیوں کا عذرِ گناہ

دیوبندیوں کے متعلق انجمن تبلیغ اسلام کی طرف سے جو یہ شائع ہوا تھا۔ کہ یہ لوگ علاقہ ارتداد میں مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ اور ان کی کوشش یہ ہے۔ کہ اور کوئی جماعت کام نہ کرے۔ بلکہ سب کچھ انہی کے قبضہ و تصرف میں ہو۔ اس کے متعلق دیوبند کے مہتمم نے ایک مضمون زمیندار (۲۱ر جولائی) میں شائع کرایا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ دیوبندی ایسے لوگوں کے ساتھ شرکت کرنے سے شرعاً معذور ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت کو جزو ایمان سمجھتے ہوں۔ اس کے متعلق گذارش یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ نے دیوبندیوں سے درخواست ہی کب کی ہے۔ کہ اپنے ساتھ شریک کر لیں۔ اور احمدی یہ درخواست کر ہی کیونکر سکتے ہیں۔ جبکہ وہ دیوبندیوں کو پھٹے ہوئے دودھ کی مانند سمجھتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور کہا گیا ہے۔ کہ تصادم نہ کیا جائے۔ دیوبندی اپنے طور پر غیر مسلموں میں کام کریں۔ اور ہم اپنے طور پر۔ پھر یہ خود ظاہر ہو جائے گا۔ کہ خدا تعالےٰ کی تائید کس کے ساتھ ہے۔ اور کون اس سے محروم ہے۔ اس امر کے لئے تیار نہ ہونا اور احمدی مبلغوں کے خلاف فتنہ انگیزی کو لغو عذر کے پردہ میں چھپانا عذرِ گناہ بدتر از گناہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

بہتر ہو کہ دیوبندی احمدی مبلغین علاقہ ارتداد کے رستہ میں روکاوٹیں ڈالنے کی بجائے الگ میدان میں کام کریں۔ اور وہ صداقت جس کے حامل ہونے کا انہیں دعوےٰ

وفات مسیح اور احادیث نبوی

یہ مضمون اسی وقت ہمارے پاس پہنچ چکا تھا جبکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا وہ مضمون شائع ہوا۔ جسپر اس میں تنقید کی گئی ہے۔ لیکن کاغذات میں رل جانے کی وجہ سے شائع نہ ہوا۔ اور اب شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

جب کبھی کوئی انسان کسی صداقت کا انکار کرتا ہے تو اُسے بہت سی اور صداقتوں سے بھی اعراض کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ جب انسان ایک دفعہ صداقت کو ترک کرتا ہے۔ تو اس کے قلب پر زنگ لگ جاتا ہے جسکی وجہ سے وہ کسی دوسری صداقت اور راستی کا انکار کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ وہ صداقت سے اسقدر دُور جا پڑتا ہے۔ کہ اگر اسکے سامنے واضح سے واضح صداقت کو بھی پیش کیا جائے تو وہ اس سے منکر ہو جاتا ہے۔ گویا کہ ضد اور تعصب کا پردہ انکی آنکھوں کے آگے ایسا چھا جاتا ہے کہ باوجود سمجھانے کے نہیں سمجھتا۔ اور نصیحت کرنے کے اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاندین کا بعینہ یہی حال ہے کہ وہ آپ کے انکار کے باعث اس دور راستی سے دور اور اسکے دشمن ہو گئے ہیں کہ قرآن کریم پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہوئے ان باتوں سے جو صریح طور پر اس میں موجود ہیں۔ روگردانی کرتے ہیں۔

صحیح حدیث میں من السّمار کا مطالبہ

مکرم محترم سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب تاجر سکندر آبادی کے ایک اشتہار کے متعلق جس میں حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے پرکھنے کے لئے جہاں آپ دو مطالبات کئے گئے تھے کہ اول صحیح بخاری سے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق من السماء کا لفظ دکھلاؤ۔ دوسرے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے آنیوالی حدیث کے مصداق کو اس زمانہ میں بتلاؤ۔ وہاں ایک آخری فیصلہ کے متعلق لکھا تھا جو کہ عین قرآن شریف کے بتلائے ہوئے ارشاد کے مطابق تھا۔ کہ خدا کے حضور مباہلہ کیا جائے۔ اور جھوٹے پر لعنت کی جائے۔ تا خدا جس کی قدیم سے یہی سُنّت ہے کہ جھوٹوں کے مقابلہ کے وقت وہ سچوں کی حفاظت کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے۔ تاکہ حق اور باطل میں کھُلا کھُلا فیصلہ ہو جائے۔

یہ ایک ایسا طریق تھا کہ جس کو انہوں نے قرآن کی رُو سے پیش کیا تھا۔ مگر ایڈیٹر اہل حدیث نے اپنے پرچہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۲ء میں اس کا جواب دیتے ہوئے قرآن کریم کے بتلائے ہوئے اس احسن طریق فیصلہ کا ذکر تک نہیں کیا۔ اور یاوہ گوئی سے اپنی عادت قدیمہ کے مطابق مذکورہ بالا مطالبات کا جواب نہایت ہی لغو اور بیہودہ طور پر دیا ہے۔ چنانچہ من السماء والے حوالے پر جس کے متعلق اشتہار میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ اگر یہ بخاری سے نکالکر دکھلایا جائے تو ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ لکھا ہے کہ "جس کسی نے روایت مذکورہ لکھ کر صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہو گا انکی مُراد یہی ہو گی۔ جو محدثین کی ہوتی ہے کہ جہاں وہ کسی روایت کو دو مختلف کتابوں سے نقل کرتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کہ اصلہ فی البخاری"۔

اوّل تو یہ بالکل غلط اور سراسر دھوکہ ہے کہ محدثین کا ایسے متنازعہ فیہ موقع پر قاعدہ ہے کہ وہ اصلہٗ فی البخاری لکھدیا کرتے ہیں۔ دوئم اگر علیٰ سبیل التنزل اس قاعدہ کو کچھ دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو پھر ہم کہتے ہیں کہ چلو اسی طرح سے ہی پرکھ لو۔ اور دیکھو کہ آیا کتاب الاسماء والصفات میں جہاں کہ یہ حدیث جس میں من السّماء کا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ذکر ہے۔ وہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ اصلہٗ فی البخاری۔ جب اس کے لکھنے والے نے یہ نہیں لکھا بلکہ صاف لکھا ہے کہ رواۃ البخاری۔ بخاری نے اسکو روایت کیا ہے تو جب تک کہ یہ روایت بخاری میں نہ دکھلائی جائے۔ تب تک ہمارا مطالبہ قائم ہے علاوہ ازیں اس حدیث کو کتاب الاسماء والصفات سے در منثور والے نے لیا ہے۔ مگر اس نے وہاں قطعاً من السّماء کا لفظ نہیں لکھا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ من السّماء کا فقرہ بعد میں کسی نے ملا دیا ہے۔ کتاب والے نے نہیں لکھا۔ ورنہ اگر شروع سے ہی من السماء کا لفظ ہوتا۔ تو کوئی وجہ نہ تھی کہ در منثور والا باقی ساری حدیث کو نقل کر لیتا۔ مگر اس کو چھوڑ دیتا۔ بہر حال ہم اسی نو ایجاد قاعدہ کو کہ اصلہٗ فی البخاری تسلیم کرکے کہتے ہیں کہ چلو یہی کتاب الاسماء والصفات میں بتلاؤ۔

کنز العمال کی حدیث کے متعلق جھوٹا الزام

پھر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ایک اور حدیث کو جو کہ کنز العمال کی ہے۔ اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم علی جبل افیق الحدیث۔ اس حدیث میں من السّماء کا لفظ موجود تھا۔ مگر مرزا صاحب کی امانت و دیانت نے اس کا تقاضا نہ کیا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ کہ اس کو لکھتے۔ سو جب اس حدیث میں جس کو خود مرزا صاحب نے معرض استدلال میں لیا ہے۔ من السّماء کا لفظ موجود ہے۔ تو پھر اس کو ہی مان لو کیونکہ کسی بات کو دریافت کرنے یا کسی عقیدہ کو دل میں جگہ دینے کے لئے بخاری کی حدیث پر ہی حصر نہیں ہوتا بلکہ جہاں کہیں سے صحیح حدیث ملے۔ وہ قابل قبول ہے۔

اگر واقعی مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک یہ اصل صحیح ہے کہ جہاں سے بھی صحیح حدیث ملے۔ وہ قابل قبول ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ صحیح احادیث جن سے عیسیٰ علیہ السلام کا صریح طور پر فوت ہو جانا ثابت ہے۔ انکو مولوی ثناء اللہ صاحب قبول نہیں کرتے۔ اور ایسی ایک حدیث نہیں دو نہیں۔ کئی ہیں جنمیں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے۔ سو یہ اصل جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ کیوں خود اسپر عمل کرکے نہیں دکھلاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح ناصری کے متعلق صریحاً فرمایا ہے کہ وہ ایک سو ۱۲۰ سال زندہ رہے۔ اور اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو میری پیروی کے بغیر ان کو کوئی چارہ نہ تھا۔ اسی طرح معراج کی رات میں آپ نے مسیح کو باقی وفات یافتہ نبیوں میں دیکھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جمیع صحابہ کا

تمام انبیاء اوّلین کی وفات پر اجماع ہوا۔ ان تمام احادیث پر نظر کرتے ہوئے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح حبیب وفات پاگئے۔ تو پھر نزول من السماء والی حدیث جو کنز العمال میں ہے۔ استعارہ سے خالی نہیں۔ سو اگر ایڈیٹر صاحب اہلحدیث اس اصل کو پہلے اپنے اوپر استعمال کر لیتے۔ اور اسپر کاربند ہو جاتے۔ تو کبھی وہ ایسی ٹھوکر نہ کھاتے۔ باقی رہا مولوی ثناء اللہ کا حضرت اقدس کی امانت و دیانت پر حملہ کرنا۔ سو یہ سراسر بد طینتی ہے کیونکہ اس سے پہلے حبیب مولوی ثناء اللہ نے یہی اعتراض کیا تھا۔ تو ہماری طرف سے بڑی تحدی کے ساتھ کہا گیا تھا۔ کہ کوئی منصف مان کر اس کا فیصلہ کرالو۔ کہ آیا یہ جو الزام حضرت مرزا صاحب کی بد دیانتی پر مبنی ہے یا آپ کا یہ الزام سراسر حمق اور جہالت سے پُر ہے مگر اس کے لئے تیار نہ ہوئے۔ کیونکہ مولوی صاحب کو علم تھا کہ اس طریق فیصلہ سے میری رُسوائی اور ذلت کے بغیر اور کچھ نہیں ہے۔ اب ہم پھر کہتے ہیں کہ وہ ہمارے پہلے پیش کردہ طریق سے اب بھی پرکھ لو کہ آیا اسمیں (نعوذ باللہ من ذلک) حضرت اقدس کی امانت دیانت پر کوئی الزام آسکتا ہے ۔

حدیث مجدّدین

پھر حدیث ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ الخ کے متعلق لکھا ہے کہ بے شک ایک غیر صحیح حدیث میں ہر صدی میں مجدد دین پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ مگر مجدد کے معنے کیا ہیں۔ اصل سنت نبویہ کو رواج دینے والا۔ اور زمانہ کی بدعات جدیدہ کا مقابلہ کرنیوالا ..... ان معنے سے کیا عجب کہ صوبہ بنگال میں مولانا ابوالکلام آزاد اور صوبہ بہار میں مولانا محمد علی مونگھیری اور صوبہ متحدہ میں علماء دیوبند بھی مجدد ہوں۔ صوبہ پنجاب کا ذکر میں خاص طور پر نہ کرتا۔ مگر آپ نے چونکہ اس جواب پر موقوف رکھا ہے۔ اس لئے بتانا پڑتا ہے۔ کہ بہت سے لوگ حسن ظن سے خاکسار کو خادم سنت جانتے ہیں چنانچہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ نے بہت دفعہ جلسوں میں اس امر کا اظہار بھی کیا ہے۔ کہئے آپ کی کیا رائے ہے۔"

اوّل تو آپ نے حدیث مذکورہ کو بغیر کوئی وجہ بتلائے محض خیال خام سے غیر صحیح لکھ دیا ہے۔ حالانکہ اگر یہ غیر صحیح تھی۔ تو آپ کے لئے ضروری تھا کہ اس کا غیر صحیح ہونا ثابت کرتے۔ دوسرے جو معنے مجدد کے آپ نے کئے ہیں۔ وہ درست نہیں ہیں۔ کیونکہ حدیث کے باقی الفاظ کے خلاف ہیں۔ ان معنے کی رُو سے تو ہر وقت کئی ایسے مسلمان موجود ہوتے رہے ہیں۔ جو کہ خادم سنت نبویہ تھے۔ کیا سب مجدد تھے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجیگا۔ یہ بتلاتا ہے کہ ایسا شخص جس کو خدا ہر صدی کے راس پر مبعوث کریگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی خاص طور پر تائیدات اور نصرتیں لے کر آئیگا۔ مگر جس طبقہ کو مولوی ثناء اللہ نے پیش کیا ہے۔ وہ قطعاً اس حدیث کا مصداق نہیں بن سکتا ۔

مولوی ثناء اللہ کا زندہ رہنا

پھر مولوی ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعود کی وہ دُعا جو آپ نے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کی تھی۔ کہ اے خدا جو تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں دُنیا سے اُٹھالے اس کو لکھ کر یہ بتایا ہے۔ کہ جو سچا تھا۔ خدا نے اس کی زندگی میں کاذب کو ہلاک کیا۔ اور مرزا صاحب نے جو فیصلہ الہٰیہ قرار دیا ہے۔ کہ سچے کی زندگی میں جھوٹا ہلاک ہو جائے۔ اسکے مطابق مرزا صاحب فوت ہو کر اپنے جھوٹے ہونے کا ثبوت دے گئے۔" مگر یہ مولوی ثناء اللہ کی محض دھوکہ دہی اور کذب بیانی ہے۔ جس کو کہ آج نہیں۔ بلکہ کئی دفعہ وہ پیش کر چکا ہے۔ اور اس کے جوابات کئی دفعہ دئے جا چکے ہیں اس لئے یہاں اس کے متعلق لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ تاہم اتنا لکھ دینا خالی از فائدہ نہ ہو گا۔ کہ اوّل مولوی ثناء اللہ کا یہ لکھنا کہ "پھر جس بات کو وہ بھی فیصلہ قرار دے۔ یعنی اپنے مقابل سے پہلے اپنی موت کو فیصلہ الہٰیہ قرار دے" یہ بالکل غلط اور افترا ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس نے اسکو صرف دُعا کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ پس محض دعا کے رنگ سے یہ فیصلہ الہٰیہ کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ حضرت مسیح موعود نے یہ ایک اپنی صداقت کے لئے اپنے مخالفوں کے آگے نشان پیش کیا تھا کہ اس سے میرے منکر میرے صادق ہونے یا کاذب ہونے میں علم حاصل کر سکتے ہیں مگر جب آپ کے مقابل نے اس کو منظور نہ کیا اور اس معیار کا انکار کر دیا۔ اور اس کے اُلٹ یہ پیش کیا کہ میرے نزدیک جھوٹے اور شریر زیادہ عمر پاتے ہیں جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ اور مسیلمہ کذاب زندہ رہا۔ تو ضروری تھا کہ جس معیار کو مخالف نے صادق اور کاذب کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لئے تسلیم ہی نہیں کیا۔ اور رد کر دیا تھا۔ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کبھی فیصلہ نہ کرتا اور اسی طریق سے وہ فریقین کے درمیان فیصلہ کرتا۔ جو کہ خود مخالف کو مسلّم تھا کہ جھوٹے کی زندگی میں سچے فوت ہو جایا کرتے ہیں۔ پس مولوی ثناء اللہ اپنے قرار دادہ فیصلہ کے موجب زندہ رہا اور حضرت مسیح موعود فوت ہو گئے۔ کیونکہ بموجب مخالف کے قول کے کہ جھوٹے کی زندگی میں سچے فوت ہو جاتے ہیں اور اگر مولوی ثناء اللہ مباہلہ کے لئے نکل پڑتا اور اس طریق کو جو حضرت اقدس نے چاہا تھا منظور کر لیتا تو یقیناً مولوی ثناء اللہ آپ کی زندگی میں ہلاک و برباد ہو جاتا۔ جیسے کہ خود حضور نے کھول کر اعجاز احمدی میں لکھ دیا تھا۔ کہ اگر ثناء اللہ نے اس طریق کو منظور کر لیا۔ تو یقیناً وہ میری زندگی میں ہلاک ہو جائیگا۔ سو یہ طریق تھا۔ جو حضور نے قطعی طور پر اسکے لئے پیش کیا تھا۔ بشرطیکہ وہ اس کو مان لیتا۔ مگر مولوی ثناء اللہ اس کو کیوں منظور کرنے لگا تھا۔ جبکہ وہ دیکھ چکا تھا کہ ایک نہیں دو نہیں۔ بیسیوں اس طرح پر آپ کا مقابلہ کر کے ہلاک ہو گئے۔ اور ذلت کی موت مرے اسلئے یہ پیالہ پینا اس کیلئے نہایت ہی تلخ تھا۔ اب بھی اگر مولوی ثناء اللہ میں صداقت ہے اور کچھ اسمیں حق طلبی ہے تو آئے اور مباہلہ کرے اور پھر دیکھ لے کہ کس طرح غضب الٰہی کی تلوار اس کا کام تمام کرتی ہے۔ فقط

خاکسار ظہور حسین (مولوی فاضل) قادیان

فتنہ ارتداد اور شکستہ سازکی فریاد

جبکہ ظہر الفساد فی البر والبحر کے ماتحت ہرطرف فساد اور تاریکی تھی اسوقت خداتعالےٰ کی قدیم سنت کے ماتحت خدا کا مامور مسیح الموعود مبعوث ہوا۔ جس نے باواز بلند دنیا کو دعوت دی۔ کہ میں تمام جہان کا مصلح اور بالخصوص اسلامی متفرق طاقتوں کو مجتمع کرنے والا ہوں۔ اور دینی نزاعوں کے فیصلہ کے لئے حکم ہوں۔ مجھے مانو۔ اگر تم تباہی سے بچنا چاہتے ہو۔ کیونکہ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ اور خدا کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ جو مجھ سے دور رہیگا۔ وہ اسلام سے کاٹا جائیگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

یہ آواز معمولی آواز نہ تھی۔ بلکہ وہی تھی جیسی آوازیں اپنے اپنے وقت میں طور۔ ناصرہ۔ اور بیت المقدس سے بلند ہوئیں۔ اس آواز پر لوگوں کے دوگروہ ہوگئے۔ ایک ماننے والے اور ایک انکار کرنے والے۔ تاریخ مذاہب پر نظر ڈالنے والے جانتے ہیں۔ کہ دنیا میں جب کبھی کوئی مصلح آیا۔ دنیا کی یہی حالت ہوتی رہی ہے۔ ماننے والوں نے مان لیا اور تمام سرکشیوں کو چھوڑکر صراط مستقیم پر گامزن ہوگئے۔ لیکن منکروں نے ہمیشہ الہیٰ مصلحین کو مفسدین ہی کہا۔ اور ان کے لائے ہوئے تریاق کو زہر سمجھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔ عجبوان جاءھم منذر منھم فقال الکفرون ھذا ساحر کذاب (ص) ولقد ارسلنا موسیٰ بایتنا وسلطان مبین الی فرعون وھامان وقارون فقالوا ساحر کذاب (مومن) غرض جس چیز کو وہ امن وامان اور اتفاق واتحاد سمجھتے ہیں۔ درحقیقت وہی فساد اور بے امنی ہوتی ہے۔ اور جس کو زمانہ مفسد کہتا ہے۔ درحقیقت وہی امن وامان کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ جس کی زندہ مثال آج ہم اہل بصیرت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

چند روز ہوئے جمعیتہ علمائے ہند نے ایک اعلان راجپوتانہ کے مسلمانوں کے مرتد ہونے پر شائع کیا تھا۔ جس میں لکھا تھا۔

"اسلام کے اعضا کاٹ لئے گئے۔ اس کی بوٹیاں نوچی گئیں۔"

یہ اس شکستہ ساز کی فریاد ہے۔ جو اپنے آپ کو اسلام کے لئے بطور ستون سمجھتا ہے۔

کیا اب بھی کوئی بابصیرت انسان اس میں شک کرسکتا ہے۔ کہ اسوقت کسی ایسے مصلح اور امام کی ضرورت نہیں ہے۔ جو خداتعالےٰ سے مدد پاکر انتشار اسلام کو دور کرے۔ اور ویران شدہ دلوں کو از سرنو آباد کرے۔ یقیناً ضرورت ہے۔ اور اس سے بڑھکر مسلمانوں پر کونسا وقت آئیگا۔ جبکہ ان کی دنیوی وجاہت تو ملیامیٹ ہوہی چکی تھی۔ اب ان کے گروہ درگروہ کفر کی طرف لوٹنے شروع ہوگئے ہیں۔ حیف ہے ان لوگوں پر جواب بھی خواب غفلت سے نہ جاگیں۔ اور امام موعود کی تلاش نہ کریں۔

کیا زمانہ یہ آواز بلند نہیں پکار رہا کہ کسی مصلح کی ضرورت ہے۔ اور بغیر کسی آسمانی تائید یافتہ کے اسلام کی حفاظت نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالےٰ نے امت محمدیہ کو محروم نہیں چھوڑا۔ اور عین ضرورت کے وقت اپنا سپاہ سالار بھیجا۔ جو کسر صلیب کررہا ہے۔ اور قتل الخنزیر کے لئے اسکا جری لشکر خدمت اسلام پر کمربستہ میدان عمل میں برسرپیکار ہے۔

پس اے حق کے طالبو اور اسلام کی حفاظت کے حامیو! یاد رہے اور خوب یاد رہے۔ کہ نہ صرف یہ چار لاکھ ملکانے ارتداد پر آمادہ ہیں۔ بلکہ فی الحقیقت کئی کروڑ انسان لقمۂ کفر ہوچکے ہیں۔ کچھ عیسائیت کھاچکی ہے۔ اور کچھ دہریت اور عجب نہیں کہ کئی لاکھ اور تمہیں داغ جدائی دیں۔ اس لئے اب تعصب اور بغض کی پٹی کو آنکھوں سے اتار دو اور امام زمانہ کو شناخت کرو۔ اور اگر حفاظت اسلام اور ملت خیرالانام کے حقیقی خیرخواہ ہو تو اٹھو اس کے نائب اور بروز کے ہاتھ پر جمع ہوجاؤ۔ اس کے لشکر میں داخل ہوکر اس کے جھنڈے کے نیچے رہکر لڑو۔ تا فتح پاؤ۔

مبارک وہ جو حقیقت کو سمجھے اور ارتداد ملکانہ سے سبق حاصل کرے۔

خاکسار عبدالحکیم احمدی سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ شملہ

نور ہاسپٹل کا زنانہ کمرہ

یکم اگست بروز بدھ بوقت صبح آٹھ بجے حضرت ام المومنین صاحبہ سلمہا اللہ نے اپنے دست مبارک سے نور ہاسپٹل کے زنانہ کمروں کی بنیادی اینٹ رکھی۔ حضور کے ساتھ قریبا سو کے مستورات اس کارروائی میں شامل تھیں۔ اینٹ رکھنے کے بعد مجلس فرمائی۔ اور سکرٹری صاحبہ لجنہ اماءاللہ یعنی حضرت امۃ الحئی صاحبہ سلمہا نے شفاخانہ کے مختصر حال اور کارگزاری کو پیش کرتے ہوئے چندہ کی تحریک کی۔ جس پر ڈیڑھ سو کے قریب چندہ کا وعدہ ہوا۔ چندہ جلد سے جلد جمع ہونا چاہیے۔ تاکہ تکمیل عمارت میں روک واقع نہ ہو۔ بذریعہ اعلان ہذا بیرون جات کی بہنوں کو بھی تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ اس کار خیر میں قادیان کی بہنوں سے پیچھے نہ رہیں۔ اور ساتھ ہی قادیان کی ان بہنوں سے بھی درخواست ہے کہ جنہوں نے ابتک اس میں حصہ نہیں لیا۔ وہ جلد حصہ لیں۔ اس وقت تک جو چندہ اس زنانہ کمرہ کے لئے ہوا ہے۔ وہ قریباً ساڑھے نوسو روپیہ ہے اور تخمینہ خرچ اڑھائی ہزار کے قریب ہے۔ اس جمع شدہ رقم میں سے سب سے بڑی رقم پانچ سو کے قریب ہمارے معزز بھائی چودھری ظفراللہ خاں صاحب

بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا کی اہلیہ مکرمہ کی طرف سے ہے۔ اور اس کے بعد جو رقم قابل ذکر ہے۔ وہ پچیس روپیہ کی ہے۔ جو سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ بقیہ رقم کا ایک بڑا حصہ تو اہلیہ قاضی اکمل صاحب نے اور کچھ حصہ اہلیہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے تھوڑا تھوڑا کر کے جمع کیا ہے امید ہے کہ چونکہ عمارت شروع ہو چکی ہے۔ اس لئے چندہ کی رفتار پہلے کی طرح آہستہ نہ رہیگی۔ بلکہ ہماری بہنیں ایک دو ہفتہ کے اندر اندر بقیہ ڈیڑھ ہزار روپیہ جلد جمع کر دینگی۔
تحریک چندہ کے بعد حضرت ام المومنین اور جناب پریذیڈنٹ صاحبہ لجنہ اماء اللہ یعنی حضرت والدہ ناصر احمد صاحب اور سکرٹری انجمن ہذا یعنی امتہ الحئی صاحبہ و دیگر ممبران انجمن نے مع دیگر مستورات کے معائنہ فرمایا۔ اور بعد معائنہ سکرٹری صاحبہ نے حسب ذیل رائے کا تحریری طور پر اظہار فرمایا۔
مریضوں کی تعداد بہت ہے۔ اور سامان کم ہے کام مستعدی سے ہوتا ہے۔ جماعت کو اس طرف خصوصاً توجہ کرنی چاہئے۔ مریضوں کے رہنے کی جگہ بھی تھوڑی ہے۔ نیز مستورات کے لئے ایک دایہ کی اشد ضرورت ہے۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کا اخلاص قابل قدر ہے۔ لیکن افسوس جیسا کہ چاہئے تھا ابھی تک اس ہسپتال کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ امید ہے کہ بزرگان سلسلہ اپنی توجہ کو اس طرف مبذول فرمائینگے
خاکسار افسر شفا خانہ نور ہاسپٹل

وصیت کرنیوالوں کے متعلق نہایت ضروری اعلان

پیشتر ازیں بھی کئی بار احباب کو مطلع کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا۔ یا معمولی اعلان خیال کر کے پڑھا نہیں جاتا۔ کیونکہ جتنی وصیتیں دفتر بہشتی مقبرہ میں آتی ہیں۔ وہ مطابق مضمون مسودہ وصیت نامہ مرتبہ مشیر قانونی نہیں لکھی جاتیں۔ لہذا سب احباب کی آگاہی کیلئے پھر اعلان کرتا ہوں کہ وصیت لکھتے وقت اسکا مضمون مطابق مسودہ وصیت نامہ مرتبہ مشیر قانونی صاحب جو کہ فارم وصیت کی پشت پر چھپا ہوا ہے ہونا چاہئے۔ افسر مقبرہ بہشتی قادیان

مختصر تازہ خبریں

—— ضلع رائے بریلی کے ایک گاؤں میں ہندوؤں نے مسلمانوں سے قربانی کرنے کی وجہ سے فساد کیا۔ جس میں دو مسلمان مارے گئے۔

—— ۵ اگست کو ضلع رائے بریلی کے ایک شہر بنیستی بازار میں دن دھاڑے ڈاکہ پڑا۔ ڈاکوؤں کے سردار اور اس کے پندرہ ہمراہیوں نے صرافوں اور کپڑے کی دکانوں کو لوٹا۔ تمام بازار پر خوف طاری تھا۔ اور کسی کو مزاحمت کی ہمت نہ پڑی۔ ڈاکوؤں میں سے کوئی گرفتار نہ ہوا۔ اور وہ سب کچھ لیکر بھاگ گئے۔

—— اخبار وکیل مالک اخبار کی بیوہ اور دیگر شرکا میں تنازعہ پیدا ہو جانے کی وجہ سے عارضی طور پر بند ہو گیا ہے۔

—— ترکی اور اضلاع متحدہ امریکہ کے آئندہ تعلقات کے متعلق ایک عام معاہدہ طے ہو گیا ہے۔ جس پر عصمت پاشا اور امریکن سفیر کے دستخط ہو گئے ہیں۔

—— سیٹھ یعقوب حسن صاحب مدراسی کو میعاد قید ختم ہونے سے قبل رہا کر دیا گیا ہے۔

—— گورنر پنجاب شملہ پہنچ گئے ہیں۔

—— لاہور کی میونسپل کمیٹی نے قرار دیا ہے کہ وائسرائے کو سیاحت لاہور کے موقع پر مبارکباد کا ایڈریس دیا جائے۔ اور آرائش کے لئے ۱۵ سو روپیہ اور مزدور دئے جائیں۔

—— مہاراجہ گوالیار نے سیواجی میموریل سکیم کمیٹی کی صدارت ترک کر دی ہے۔

—— رائے بہادر ملکھی رام صاحب نے لاہور میونسپل کمیٹی کی ممبری سے جو استعفےٰ دیا تھا۔ اسے واپس لے لیا ہے۔ جس پر ملاپ لکھتا ہے۔ رائے صاحب ہندوؤں کے لئے سنگنگ ستون ثابت ہوں گے۔

—— حال کی بارشوں سے دریائے گنگا۔ جمنا اور چمبل میں بہت طغیانی آئی۔ جس سے بعض مقامات پر نقصان جان و مال بھی ہوا۔

—— صاحبزادہ سلطان احمد صاحب گورنمنٹ ایڈوکیٹ پٹنہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کئے گئے۔

—— ڈاکٹر کچلو کو امرتسر جیل میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب رہا ہو گئے ہیں۔ مسلمانان امرتسر نے شاندار جلوس تیار کیا۔

—— ایک پونڈ کے عوض جرمنی میں دو کروڑ مارک ملتے ہیں۔

—— سر سنکرن نائر اس مقدمہ کے سلسلہ میں جو سر مائیکل اڈوائر نے آپ پر دائر کیا ہوا ہے۔ لاہور آئے ہوئے ہیں۔

—— نواب ملک مبارز خان صاحب ساکن جہان آباد فوت ہو گئے ہیں۔

—— مسٹر آئس مونگر نے اپنی ڈگری کی وصولی کے لئے پھر معاصر زمیندار کے منی آرڈر رکوا لئے ہیں۔

—— نیویارک کی خبر ہے کہ جس رستہ سے مسٹر ہارڈنگ کی نعش کا جلوس گذرا۔ اس پر دس لاکھ کے قریب اشخاص کھڑے تھے۔ جب گاڑی سٹیشن پر پہونچی۔ تو درخواست کی گئی کہ اور پھول نہ بھیجے جائیں۔ کیونکہ اب گاڑی پر جگہ نہیں رہی۔

—— بقول مشیر دکن مہاراجہ کشن پرشاد کی لڑکی کا عقد نواب محمد نواز جنگ صاحب صدر ناظم کوتوالی کے فرزند مولوی محبوب علی صاحب سے ہونا قرار پایا ہے۔

—— پنڈت موتی لال نہرو انتخابات میں ضلع میرٹھ کی طرف سے لیجسلیٹو اسمبلی کے امیدوار ہو۔

—— فساد میرٹھ کے متعلق مضامین کے سلسلہ میں اخبار تیج نے ایک مجسٹریٹ کے خلاف لکھا۔ جس پر مجسٹریٹ مذکور نے اس کے خلاف مقدمہ دائر کیا ہے۔

—— عزیز پاشا لندن میں اور محمود پاشا پیرس میں مصری سفیر مقرر کئے گئے ہیں۔

—— گنگا کی طغیانی کی وجہ سے ہندو یونیورسٹی عارضی طور پر بند ہو گئی۔ انجینئرنگ کالج کا ایک مستری جو پانی بھری ہوئی سڑک پر سے گذر کر یونیورسٹی میں جا رہا تھا گڑھے میں ڈوب کر مر گیا۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)